باسمہ سبحانہ

جمعیۃ علمائے ہند

کے دوسرے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی

بتاریخ ۷-۸-۹- ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹-۲۰-۲۱- نومبر ۱۹۲۰ء

کی

منظور شدہ تجاویز

اور

حضرت شیخ الہند صدر جمعیۃ علمائے ہند کی اختتامی تقریر جو

آخری اجلاس میں پڑھی گئی

ناظم جمعیۃ نے

عبدالحمید کے حمیدیہ پریس دہلی میں طبع کرا کے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم

ناظرین کرام! جیسا کہ آپ کو اخباروں اور اعلانوں کے ذریعہ سے معلوم ہ
ہے جمعیۃ علمائے ہند کا دوسرا سالانہ اجلاس ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو د
منعقد ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جس شان و شوکت اور امن و اطمینان سے ہوا و
والوں کے دل خوب جانتے ہونگے۔ ہندوستان۔ بنگال۔ سندھ۔ صوبہ سرحدی۔ غرضکہ
ملک کے نمایندے علمائے کرام موجود تھے۔ پانسو سے زیادہ صرف حضرات علماء شریک جلسہ ہوتے
مفصل فہرست روداد جلسے میں مندرج ہوکر شائع ہوگی۔ چند حضرات علماء کے اسمائے گرامی یہ ہ
مولانا محمد عبد الباری صاحب۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا محمد عبد الماجد بدایونی۔ مولانا آ
سبحانی۔ مولانا عبد الکافی الہ آبادی۔ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری۔ مولانا داؤد غزنوی۔
فضل اللہ مدراسی۔ مولانا حبیب الرحمن نائب مہتمم دار العلوم دیوبند۔ مولانا خلیل الرحمن سہار
سابق ناظم ندوۃ العلماء۔ مولانا مرتضیٰ حسن مرادآبادی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی۔ وغیرہم

اجلاس کی مفصل روداد تو بعد میں شائع ہوگی سر دست تجاویز کی نقل اور حضرت شیخ
مولانا محمود حسن صاحب دامت فیوضہم کی افتتاحی تقریر جو آخری اجلاس میں سنائی گئی
اطلاع عام شائع کیجاتی ہے۔

تجویز نمبر ۱ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کا
طور سے احترام اور عمل کرنے کی دل سے سعی کیا کریں۔ وضع۔ لباس۔ اخلاق

برتاؤ۔ بالخصوص فرائض میں اس کا التزام نہایت ضروری سمجھیں۔

محرک۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

مؤید۔ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب۔ مؤید مزید۔ مولوی محمد صاحب جوناگڈھی

تجویز نمبر ۲ جمعیۃ علماے ہند کا یہ اجلاس کامل غور کے بعد مذہبی احکام کے مطابق اعلان کرتا ہے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ موالات اور نصرت کے تمام تعلقات اور معاملات رکھنے حرام ہیں جسکے ماتحت حسب ذیل امور بھی واجب العمل ہیں

(۱) خطابات اور اعزازی عہدے چھوڑ دینا

(۲) کونسلوں کی ممبری سے علیحدگی اور امیدواروں کے لئے ووٹ نہ دینا

(۳) دشمنانِ دین کو تجارتی نفع نہ پہنچانا

(۴) کالجوں۔ سکولوں میں سرکاری امداد قبول نہ کرنا۔ اور سرکاری یونیورسٹیوں سے تعلق قائم نہ رکھنا۔

(۵) دشمنانِ دین کی فوج میں ملازمت نہ کرنا۔ اور کسی قسم کی فوجی امداد نہ پہنچانا۔

(۶) عدالتوں میں مقدمات نہ لیجانا۔ اور وکیلوں کے لئے اُن مقدمات کی پیروی نہ کرنا

محرک۔ مولوی حافظ احمد سعید صاحب

مؤیّد۔ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب۔ مولوی داؤد صاحب غزنوی۔ مولوی محمد داؤد صاحب توحید۔ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب۔ مولوی نثار احمد صاحب۔ مولوی عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولوی آزاد سبحانی صاحب

تجویز نمبر ۳ جمعیۃ علماے ہند کا یہ جلسہ ترک موالات کے سلسلہ میں طلبہ کے اُن سکولوں اور کالجوں کے چھوڑنے کو جو گورنمنٹ سے امداد حاصل کرتے اور سرکاری یونیورسٹی سے لحاق رکھتے ہیں۔ شرعی حیثیت سے ضروری سمجھتا ہے۔ اور جن طلبہ نے ایسے کالجوں اور سکولوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اُن کے اس فعل کو اسلامی احکام کی تعمیل

مطلب :

محرک ۔ مولوی ابو القاسم صاحب بنارسی

مؤید ۔ ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری

تجویز نمبر ۴ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس اپنے ملکی بھائیوں کی خلافت کے مسئلہ میں شرکت عمل کو بنظرِ امتنان دیکھتا ہے ۔ اور مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے ہموطن بھائیوں سے حدود شرعیہ کے اندر رہ کر اور زیادہ خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھیں گے ۔

محرک ۔ مولوی حافظ احمد سعید صاحب

مؤید ۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ۔ مولوی حکیم محمد ابو یوسف صاحب اصفہانی

تجویز نمبر ۵ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ خلافتِ اسلامیہ کی حمایت اور دوسری قومی و ملی ضروریات کی کثرت پر لحاظ کرتے ہوئے ضروری ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کا ایک قومی بیت المال قائم کیا جائے ۔ اور سردست اس کا نظام مرتب کرنے کے لئے ایک خصوصی جماعت معین کر دی جائے جو اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر میں ارسال کرے ۔

خصوصی جماعت کے ارکان یہ ہونگے ۔

مولانا عبد الباری صاحب
مولانا آزاد سبحانی صاحب
مولانا محمد عبد الماجد صاحب
مولوی مرتضیٰ حسن صاحب
حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب

محرک ۔ مولانا آزاد سبحانی

مؤید ۔ مولانا عبد الماجد صاحب

" مولانا سلامت اللہ صاحب فرنگی محل

تجویز نمبر ۶

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ترک موالات کے سلسلہ میں تبلیغ کا شعبہ خاص اہتمام سے جاری کیا جائے اور تمام اطراف میں وفود بھیجے جائیں اور مجلس منتظمہ مبلغین و دعاۃ کا جلد سے جلد انتخاب عمل میں لائے۔

محرک۔ مولوی محمد صاحب جوناگڈھی

مؤید۔ مولوی حافظ احمد سعید صاحب

تجویز نمبر ۷

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس علیگڈھ کالج کی ذمہ دار جماعت کے اس فعل کو کہ مسجد میں قومی یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ کے نماز پڑھنے سے تعرض کرتے ہیں اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی اور مسجد کی حرمت کو زائل کرنیوالا سمجھتا ہے

محرک۔ مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی

مؤید۔ مولوی ریاست حسین صاحب۔ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب

تجویز نمبر ۸

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ حکام کی اُس جابرانہ کارروائی پر جو انہوں نے علماء کرام اور خدام خلافت کے ساتھ روا رکھی ہے۔ حقارت و نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ نیز جو تکلیفیں کہ اُن بیگناہوں کو جیل خانہ میں دیجاتی ہیں اُن کو انسانی اور اخلاقی شرافت کے خلاف سمجھتا ہے۔ اور اُن مظلوموں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ ان مصائب کا پورے استقلال اور استقامت سے مقابلہ کرینگے۔

محرک۔ مولوی ابوالعلی صاحب غازی پوری

مؤید۔ مولوی عبدالقیوم صاحب۔ شیخ محمد تقی صاحب وکیل

تجویز نمبر ۹

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس نہایت افسوس اور درد کے ساتھ بعض علماء زمانہ کے اس طرز عمل سے مخالفت اور برأت کا اظہار کرتا ہے جنہوں نے ترک موالات جیسے صریح اور واضح حکم شرعی کے وجوب اور نفاذ سے انکار کیا ہے یا اس بارے میں شکوک و شبہات عارض کئے ہیں۔ نیز اعلان کرتا ہے کہ علماء ہند ان کے

کہ اس فعل کے ذمہ دار نہیں ہیں اور عام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ ان افراد کے قول و فعل کو عام علمار کا حکم تصور نہ کریں۔

محرک - مولوی مظہر الدین احمد صاحب شیر کوٹی

مؤید - مولوی فضل اللہ صاحب مدراسی

تجویز نمبر ۱۰

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس اُن تمام قومی درسگاہوں کے منتظمین اور ارکان کی نسبت جنہوں نے سرکاری اعانت اور سرکاری یونیورسٹیوں کے ساتھ الحاق کے ترک کرنے اور اس بارہ میں احکام شرعیہ کی سماعت و اطاعت سے انکار کر دیا ہے یہ اعلان کرتا ہے کہ انہوں نے اہلِ اسلام کو چھوڑ کر اعدائے اسلام کا ساتھ دیا ہے۔ پس جب تک وہ اپنے اس فعل سے رجوع نہ کریں تمام مسلمانوں کو انکی اعانت و امداد سے دست بردار ہونا چاہیئے نیز طلبہ اور اُنکے سرپرست اور اساتذہ کو ان کالجوں سکولوں سے کوئی علاقہ نہیں رکھنا چاہیئے

محرک - مولوی داؤد صاحب غزنوی

مؤید - مولوی نثار احمد صاحب کانپوری

تجویز نمبر ۱۱

جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس ارکان ندوۃ العلمار کے اس کمال جذبہ حق و صداقت کو جسکی وجہ سے سرکاری امداد لینے سے انہوں نے انکار کر دیا ہے نہایت استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے اور انکے قومی و ملی ایثار کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

محرک - مولانا سلامت اللہ صاحب فرنگی محل

مؤید - مولوی ابو المحاسن سجاد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے صوبہ بہار

یہ تمام تجاویز علمار کے اجلاس میں باتفاق رائے منظور کی گئیں :

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علمائے ہند کی اختتامی تقریر جو حضرت ممدوح کے حکم سے آخری اجلاس میں پڑھی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما

اے حضرات علمائے کرام اور حضار جلسہ میں ارکان جمعیت کی تمام کارروائیوں کے باحسن اسلوب انجام پانے پر خدائے قادر و توانا کا شکر ادا کرتا ہوں اور ثانیاً یہ عرض ہے کہ اگرچہ میں ناقابل انکار عذر کی وجہ سے آپکے جلسوں کی شرکت سے بظاہر محروم رہا لیکن آپ یقین کیجئے کہ میرا دل آپکے مجمع سے بہت کم غائب ہوا ہے اور مجھے یہ معلوم ہوکر نہایت مسرت ہوئی کہ جمعیۃ علمائے ہند جماعت علماء نے بعض ان شعب سیاسیہ میں پھر ایک مرتبہ اپنی زندگی کا ثبوت پیش کیا ہے جنمیں وہ بالکل مردہ سمجھی جاری تھی۔ اور جنمیں اگر وہ مُردہ ثابت رہتی تو اسلامی عزت و وقار کا بالکل ہی خاتمہ تھا۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپکا علم و تدین اگر اب بھی عالم اسلامی کے خوفناک مصائب سے آنکھ بند کئے رکھنے کی اجازت دیتا تو آج دنیا ہماری غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے بیک وقت دفن کئے جانے پر ماتم کناں ہوتی۔

اور اب بھی اگر ہم چند تجاویز پاس کرکے اور صرف چند ساعتوں کی گرمیٔ محفل کو اپنی تمام تقریروں اور خطبوں کا حاصل سمجھکر منتشر ہوگئے تو ہماری مثال ٹھیک اُس مریض کی سی ہوگی جو ایک اکسیر شفا کی تکرار زبان سے بار بار کرتا ہے لیکن اُس کا استعمال ایک دفعہ بھی نہ کرے۔

میں اس وقت آپ سے رخصت ہو رہا ہوں اور جو کچھ مجھے کہنا تھا خطبۂ صدارت میں کہہ چکا ہوں اور جو مبسوط مضمون مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی نے آپکو آج ہی کے اجلاس میں سنایا ہے اُسکے ضمن میں بھی میرے مقاصد اور محسوسات نہایت خوبی سے ادا ہوگئے ہیں اور حضرات علماء متدینین نے بحث و تمحیص کے بعد جو امور طے کئے ہیں اُن سے بھی یہ بندۂ ضعیف عملاً علیحدہ نہیں ہے اسلئے اب مجھکو اس سے زائد کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم سب کو متوکلاً علی اللہ ان طے شدہ تجاویز پر عمل کرنا اور کرانا چاہیے جن سے ہمارے ایمان ہمارے کعبہ ہماری امت ہماری عزت و آبرو ہمارے مقامات مقدسہ اور ہمارے وطنی اور قومی حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ اگر اس وقت بھی تم نے غفلت اور تن آسانی اختیار کی تو شاید عزت حاصل کرنے کا یہ آخری موقعہ ہوگا جسکو ہم جان بوجھ کر اپنے ہاتھ سے کھوئینگے جو صراط مستقیم آپنے معلوم کرلیا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں اُسپر سیدھے چلے جایئے اور یمین و شمال کیطرف مطلق التفات نہ کیجئے ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ جو لوگ اس وقت آپ سے علیحدہ ہیں انکو بھی حکمت اور موعظت سے اپنی جماعت کے اندر جذب کیجئے۔ اور اگر انمیں مجادلہ کی نوبت آوے تو بالتی ہی احسن ہونا چاہئے۔

کچھ شبہ نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپکے ہم وطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر التعداد قوم (ہنود) کو کسی نہ کسی طرح

ہے آپکے ایسے پاک مقصد کے حصول میں گویا یہ بنا دیا ہے اور میں ان دونوں قوموں کے اتفاق و اجتماع کو بہت ہی مفید اور ضروری سمجھتا
ہوں۔ اور حالات کی نزاکت کو محسوس کرکے جو کوشش اس کے لئے فریقین کے عمائد نے کی ہے اور کر رہے ہیں اسکی میرے
دل میں بہت قدر ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ صورت حال اگر اسکے خلاف ہوگی تو وہ ہندوستان کی آزادی کو
آیندہ ہمیشہ کے لئے ناممکن بنا دیگی۔ ادھر دفتری حکومت کا آہنی پنجہ روز بروز اپنی گرفت کو سخت کرتا جائیگا۔ اور
اقتدار کا کوئی دھندلا سا نقش باقی رہ گیا ہے تو وہ بھی ہماری بداعمالیوں سے حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ
جائیگا۔ اسلئے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں عنصر بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر تینوں اگر صلح و آشتی سے
رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقتور ہو ان اقوام کے اجتماعی نصب العین کو
محض اپنے جبر و استبداد سے شکست کر سکیگی۔ ہاں میں یہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی
باہمی مصالحت اور آشتی کو اگر آپ خوشگوار اور پایدار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دلنشین
کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی باندھی حدود میں اُن سے کوئی رخنہ نہ پڑے۔ جسکی صورت بجز اس کے
نہیں کہ اس صلح و آشتی کی تقریب سے فریقین کی مذہبی امور میں کسی ادنی امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دنیوی
معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی فریق کی ایذا رسانی اور دل آزاری مقصود ہو۔
مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابتک بہت جگہ عمل اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ مذہبی معاملات میں تو بہت لوگ
اتفاق ظاہر کرنے کے لئے اپنے مذہب کی حد سے گذر جاتے ہیں لیکن محکموں اور ابواب معاش میں ایک دوسرے کی
ایذا رسانی کے درپے رہتا ہے۔

میں اسوقت جمہور سے خطاب نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری یہ گذارش دونوں قوموں کے زعما اور لیڈروں سے ہے کہ انکو جلسوں میں
ہاتھ اٹھانے والوں کی کثرت اور ریزولیوشنوں کی زبانی تائید سے دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ یہ طریقہ سطحی لوگوں کا
ہے۔ انکو ہندو مسلمانوں کے نجی معاملات اور سرکاری محکموں میں متعصبانہ رقابتوں کا اندازہ کرنا چاہئے۔
اگر فرض کرو ہندو مسلمان کے برتن سے پانی نہ پئے یا مسلمان ہندو کی لڑکی کو کندھا نہ دے تو یہاں دونوں کے لئے مہلک
نہیں البتہ ان دونوں کی وہ حریفانہ جنگ آزمائیاں اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے اور نیچا دکھانے کی وہ کوششیں جو
انگریزوں کی نظروں میں دونوں قوموں کا اعتبار ساقط کر رہی ہیں اتفاق کے حق میں سم قاتل ہیں مجھے امید ہے کہ آپ
حضرات میرے اس مختصر مشورہ کو سرسری نہ سمجھکر ان باتوں کا عملی انسداد کرینگے۔

اب آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ ہمکو اور آپکو نیکی اور سچائی اور ہمارے دلوں کو سیدھا کرکے بعد سچ ذکر کے عادی
ہماری سبب سے ہمارے مذہب پر دوسروں کو تضحیک کا موقع نہ دے اور ہمکو ہر ایک امتحان اور کٹھن منزل میں صبر و استقلال
کے ساتھ ثابت قدم رکھے اور اسوقت کے حالات سے بہتر حالات میں پھر ہمکو جمع کرے۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ
علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

آپکا دعاگو اور خیر اندیش محمود حسن عفا اللہ عنہ
۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء

یہ تجاویز مطبوعہ دفتر جمعیۃ علماء ہند گلی قاسم جان دہلی سے بارسال ٹکٹ مل سکیگی۔